ڈاکٹر شبیر احمد قادری
ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبۂ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

تحقیق و تدوین میں تخریج کی اہمیت — مسائل اور اِمکانات

Research and editing have specific significance in the process of derivation. Through this process and, completion or indication of Quranic verses, Ahadees and Quotations have been done through primary sources. Important compiled and creative books of the world have been derived through this specific process and still need a number of important books to be derived. This is the process through which solid proofs are provided relating to the verses, quotations and paragraphs given in the text. Mistakes and misgivings are verified through this method. In this essay effort is made to define the "Takhreej" through relevant examples. The importance and significance of the process of "Takhreej" in research and editing have also been highlighted.

متن میں کسی ادھوری آیتِ قرآنی، حدیث پاک کا ذکر ہو تو متعلقہ آیت یا حدیث کے مکمل مضمون کی جانب توجہ مبذول کرانا اور اپنے مؤقف کو مدلل بنانے کا عمل تخریج کہلاتا ہے، یہی صورت اشعار یا مصرعوں کی ہوتی ہے۔ بزرگوں کے اقوال بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ تاہم تخریج کا موضوع یہ اس وقت بنیں گے جب مصنف نے یہ ساری باتیں بغیر حوالے اور سند کے نقل کی ہوں۔ تخریج کرنے والا قارئین کی سہولت اور رہنمائی کے لیے منقولہ نامکمل آیات احادیث اور اشعار و اقوال کی اسناد تلاش کر کے حواشی لکھتا ہے۔ اس سے ایک تو قاری کو مکمل اور صحیح آیت، حدیث، شعر اور قول وغیرہ پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ دوسرا تخریج کرنے والے کی علمی وجاہت کا اظہار ہوتا ہے۔

تخریج ایک مشکل کام ہے۔ تخریج کار کو مختلف علوم و فنون پر کماحقہ عبور حاصل ہونا چاہیے۔ اہم بات یہ کہ اسے اس بات کا ادراک ہونا چاہیے کہ کس حصے کی تخریج کرنی ہے اور کون سے جزو سے صرفِ نظر کرتا ہے۔ بعض اوقات مصنف دانستہ یا نادانستہ طور پر آیت، حدیث، شعر، قول وغیرہ غلط لکھ دیتا ہے۔ حاشیہ میں درست آیت یا حدیث وغیرہ کا اندراج بھی تخریج کے دائرۂ کار میں آتا ہے۔ مولوی سید نجم الغنی اپنی کتاب ''بحر الفصاحت'' میں رقم طراز ہیں :

> ''کوئی آیت یا جزوِ آیت کلام الٰہی کی یا حدیث لائی جائے تو اس کی اقتباس کہتے ہیں اور فرق تضمین و اقتباس میں یہی ہے کہ تضمین ہر ایک شاعر کے کلام کو اپنے کلام میں موزوں کرنے کے کہتے ہیں اور اقتباس صرف کلامِ ربانی یا حدیث کے موزوں کرنے سے عبارت ہے۔''[1]

''اُردو لغت تاریخی اصولِ پر'' میں تخریج کے معانی ''نکالنے کا عمل، استنباط بتائے گئے ہیں۔ مجازاً اس کا مطلب لینا یا حاصل کرنا کے ہیں۔''[۲] مولوی نورالحسن نیرؔ نے بھی تخریج کو تانیث کے زمرے میں رکھا ہے اور بتایا ہے کہ تخریج کے معانی نکالنا اور خارج کرنا کے ہیں۔[۳] سید شہاب الدین دسنوی نے بھی من وعن یہی معانی بتائے ہیں۔ لیفٹیننٹ کرنل (ر) عاشق حسین نے تخریج کے مادہ ''خرج'' کے مختلف گوشوں پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

> ''باہر نکالنا، اپنی حالت سے ظاہر ہونا، خرج کا لفظ دخل کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ اسی طرح خراج سے مراد وہ رقم ہے جو اپنی دولت سے نکال کر کسی دوسرے کو دے دی جائے۔ شرعی اصطلاح میں مسلم حکومت کی غیر مسلم رعیا سے حکومتی زمین پر لیا جانے والا ٹیکس= قرآن =خرج (11=19)وہ نکلا، یَخْرُوجُوْ (5:22)وہ نکل جائیں۔ اِخْرَاجِ (9:13) نکالنے کا عمل، مُخْرَ جاً (65:2) نکلنے کی جگہ، خَرُجاً، خَرَاجُ (23:72) رقم، رقم ادا کرنا، ٹیکس دینا،اُردو :خرج (خرج، بگڑ کر خرچ بن گیا ہے مگر اس کی جمع اخراجات ہی مستعمل ہے) خروج، مخرج، خراج (ٹیکس) وغیرہ۔''[۴]

گویا لفظ تخریج کثیرالمعانی ہے۔ دیگر شعبہ ہائے زندگی میں اس کے معانی مختلف النوع ہیں، جب کہ تحقیق میں متن کا مطالعہ کیا جائے تو وہی معنی مراد لیے جائیں گے جو اُوپر بتائے جا چکے ہیں۔

پروفیسر نذیر احمد:

متون کی ''تصحیح وتنقیدمتن'' میں تخریج کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حافظ شیرازی کا ایک فارسی شعر درج کر کے اس میں ایک لفظ کے ایک نقطے کے دائیں بائیں ہونے کے نتیجے میں معنی اور مفہوم تبدیل ہو گیا ہے۔

تاچہ خواہد کردبا ما، آب ورنگِ عارضت

حالیا نیرنگ نقش خود بر آب انداختی

پروفیسر نذیر احمد نے اس شعر کے تخریجی عمل کے بارے میں بتایا ہے کہ دوسرے مصرعے میں لفظ''نیرنگ'' اگرچہ قزوینی، جلالی اور نذیر احمد کے بھی نسخوں کے متن میں موجود ہے لیکن ''بیرنگ'' زیادہ مناسب ہے۔ جیسا کہ خانلری کے نسخے ص ۴۲۵ میں ہے۔ بیرنگ نقاشوں اور مصوروں کے خاکے کو کہتے ہیں جو نقش یا تصویر کھینچنے سے پہلے تیار کرتے ہیں۔ اس موقع پر پروفیسر نذیر احمد نے بطور مثال مرزا غالب کا ایک فارسی شعر نقل کیا ہے:

فارسی بیں تا ببینی نقشہای رنگ رنگ

بگزر از مجموعہ اُردو کے بیرنگ من است

''بیرنگ'' خاکے کے معنی میں استعمال ہوا یعنی ابتدائی کوشش، حافظ کے مندرجہ بالا شعر میں ''بیرنگ'' کا لفظ مفہوم عوام نہ تھا۔ اس بنا پر اکثر نسخوں میں ''نیرنگ'' سے بدل دیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ کاتبوں کی بے توجہی اور بے علمی سے متن میں جو اغلاط راہ پاتے ہیں ان کی نشاندہی میں تخریج کا عمل نہایت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔[۵]

پروفیسر نذیر احمد نے تخریج کے عمومی فوائد وثمرات کو درج ذیل شقوں میں مربوط و منضبط انداز میں بیان کیا ہے۔موصوف رقم طراز ہیں:

الف۔ اس کی وجہ سے متن کی صحت کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اکثر متون کا تبوں کی عدم توجہی کا شکار ہوتے ہیں۔ نتیجتاً رفتہ رفتہ وہ اپنی اصل سے دُور جا پڑتے ہیں۔ کاتبوں کی بے توجہی اور بے علمی سے متن میں جو اغلاط راہ پاتے ہیں، ان کی نشاندہی میں تخریج کا عمل سود مند ہے۔

ب۔ اگر متن میں مندرج دوسرے اشعار، یا اقوال کا اصل مآخذ سے مقابلہ کیا جائے تو مصنف کے بیان کی توثیق یا تکذیب ور اس سے متن کی تصحیح ہو جاتی ہے۔

ج۔ بعض اوقات مصنف اس مصنف یا شاعر کے نام سے صرفِ نظر کرتا ہے جس کے کلام سے اس نے اپنی تحریر مزین کی ہے۔ اگر محقق کی رسائی اصل منابع تک ہو جائے تو اس سے متن کی تصحیح میں مدد مل سکتی ہے اور اقتباسات یا اشعار کے مصنف یا شاعر کے نام کا بھی تعین ہو جاتا ہے۔

د۔ اس طرح کی کاوش سے محقق کی نظر سے سیکڑوں کتابیں گزر جاتی ہیں وہ کثرتِ مطالعہ کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کی نظر میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔[۶]

پروپرفیسر نذیر احمد آخری نکتے کو حاصل تخریج سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی ایک فائدہ تخریج کی اہمیت کے اثبات کے کافی ہیں۔[۷] عبارت میں بعض مقامات پر تخلیق کار کسی دوسرے تخلیق کار کے قول یا شعر کا نامکمل حوالہ دے کر ''الخ'' کا لفظ لکھ دیتا ہے۔

چونکہ محقق کے پاس مصنف کی عبارت میں کسی قسم کے ردوبدل کا اختیار نہیں ہوتا، اس لیے اسے حواشی میں اپنی مثبت یا منفی رائے کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ ایسے حواشی کو تخریجی حاشیہ، کا نام دیا جاتا ہے، یہاں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔شیخ ظہورالدین حاتم دہلوی کے مجموعۂ کلام'' دیوانِ زادہ'' میں شامل ایک غزل کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

رحمتِ حق سے نہیں کوئی نا اُمید
دیکھ لے لاتَقْنَطُو قرآن میں[۸]

مذکورہ شعر کے تخریجی عمل کی روشنی میں دیکھا جائے تو مصرع ثانی میں لاتَقْنَطُو قرآنِ حکیم کی ایک آیت کا جزو ہے،مکمل آیت ملاحظہ ہو:

''قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْاعَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوْامِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ''[۹]

(تم فرماؤ: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔)[۱۰]

اُردو کے محبوب شاعروں میں علامہ اقبال ایسے شاعر ہیں جن کے ہاں تخریج کا موضوع بننے والے اشعار کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ آیاتِ قرآنی، احادیث ، اقوال،دوسرے اُردو فارسی شعرا کے اشعار سے کلامِ اقبال کادامن مالا ہے۔۔۔جنہیں علامہ

اقبال اپنے موقف کی دلیل کے طور پر نقل کرتے ہیں۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
دیکھیے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خوں

حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا "وَقَد کُنتُم بِہٖ تَستَعجِلُون"

"کھل گئے" یا جوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ "ینسلون"[11]

ان اشعار کے چوتھے اور چھٹے مصرعوں میں عربی الفاظ قرآنِ حکیم کی دو مختلف سورتوں سے لیے گئے ہیں۔ اوّل الذکر سورۃ یونس اور ثانی الذکر کا تعلق سورۃ الانبیا سے ہے۔ اوّل الذکر عربی الفاظ درج ذیل آیت کا حصہ ہیں:

"اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ آٰلْئٰنَ وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ"[12]

(تو کیا جب ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین کرو گے۔ کیا اب مانتے ہو، پہلے تو اس کی جلدی مچا رہے تھے۔"[13]

چھٹے مصرع میں مقتبس عربی لفظ سورۃ الانبیا کی درج ذیل آیت کا حصہ ہے:

"حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ"[14]

(یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یا جوج و ماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے۔)[15]

مولانا ظفر علی خاں کی "چمنستان" میں شامل ایک نظم کا عنوان ہے، "سالِ نو کا پیام" یہ نظم ۳، جنوری، ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قلم بند کی گئی۔ اس نظم کا ایک شعر ہے:

جلوے سمیٹ معرفتِ کردگار کے
آوازہ دنیٰ فتدلّٰی بلند کر[16]

دنیٰ فَتَدلّٰی کے الفاظ قرآنِ حکیم سے لیے گئے ہیں، متعلقہ آیت یہاں درج کی جاتی ہے:

"ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی"[17]

(پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اُتر آیا۔)[18]

"انفاق فی سبیل اللہ" کے زیرِ عنوان ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء کو رنگون میں لکھی گئی ہے، اس نظم کا ایک شعر ہے:

سن لو جبریلِ امین کا یہ پیام
لن تنا لو البرّ حتّٰی تُنفِقُوا[19]

مصرع ثانی قرآنِ حکیم کے چوتھے پارے کا آغاز یہ ہے، پوری آیت ملاحظہ ہو:

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ"[20]

(تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے، جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو، اور تم جو کچھ خرچ کرو، اللہ کو معلوم

ہے۔)[۲۱]

ملفوظاتِ رُومی ''مرتب، عبدالرشید تبسم''[۲۲] میں ایک مقام پر آدمی علیہ السلام کی نیابتِ الٰہی اور فرشتوں کی رائے پر مشتمل آیت قرآنی مع ترجمہ یوں نقل کی گئی ہے۔سوال کیا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

'' اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ''[۲۳]

(میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔)[۲۴]

فرشتوں نے کہا:

''اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ''[۲۵]

(کیا تو اس میں اسے بنانے والا ہے۔جو اس میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔ اور ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔)[۲۶]

مرزا غالب کا ایک شعر ہے:

دھوپ کی تابش ، آگ کی گرمی
وَ قِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ[۲۷]

مصرعِ ثانی، فی الاصل قرآنی آیت ہے۔آیت ملاحظہ ہو:

''وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ''[۲۸]

(اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے، اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔)[۲۹]

پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے اپنی تصنیف ''تاریخِ تصوّف''[۳۰] میں ''الخشوع و التواضع'' کے عنوان کے تحت ایک قرآنی آیت نقل کی ہے:

''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَO الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَO''[۳۱]

(بلاشبہ فلاح پا گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔)[۳۲]

میرزا رجب علی بیگ سرور'' فسانۂ عجائب'' میں لکھتے ہیں:

''بایں حکومت وثروت کا شانۂ امید کا چراغ گُل، اولاد بالکل نہ تھی، خواہشِ فرزند دردل، نہ ہونے کی خواہش متصل، حسرت پسر میں ربّ لا تذرنی فرداوانت خیرالوارثین، ہر ساعت برزبان وربّ ھَبْ لِی مِن لَّدُنک و لیا، وظیفہ ہر زماں، لڑکے کی تمنّا میں بادشاہ مثلِ گدا، دست دراز، پروا بے نیاز کی قدرت سے بانیاز۔''[۳۳]

درج بالا متن میں مختلف آیات قرآنی سے استفادہ کیا گیا ہے مگر حوالہ نہیں ملتا۔ یہاں اُن آیات کو تخریج کے عمل سے گزارا جاتا ہے۔

۱۔ ربِّ لا تذرنی فدداوانت خیرالوارثین.[۳۴]

۲۔ ربِّ هَبُ لِی مِن لَّدُنک وَ لیًا۔[۳۵]

ڈاکٹر ریاض مجید کی نعت کا ایک شعر ہے:

صدا پہ آیۂ "لاترفعو" کا پہرہ ہو
زبانِ گنگ سے خاموش التجا کرنا[۳۶]

مصرع اوّل میں لاترفعو کے الفاظ کا ماخذ سورہ الحجرات ہے۔ جس میں اہلِ ایمان کو بحضور سرورِ کائنات ﷺ بلند آواز میں اور چلا کر باتیں کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مبادا تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ آیت ملاحظہ ہو:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ"[۳۷]

شیخ کاظم علی کاظم کا ایک شعر "خوش معرکہ زیبا" میں یوں درج ہے:

بے جا نہیں کمر سے جو الفت زیاد ہے
خیر الامور او سطہا ہم کو یاد ہے[۳۸]

مذکورہ شعر کے مصرعِ ثانی میں عربی الفاظ حدیث رسول ﷺ سے لیے گئے ہیں۔ یہی الفاظ حفیظ تائب نے بھی اپنے ایک شعر کا حصہ بنائے ہیں:

سمجھا کے نکتہ خیر الامور او سطہا
مجھے توازنِ فکر و نظر دیا تو نے[۳۹]

قاضی محمد سلیمان سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب "معارف الاسمیٰ شرحِ اَسماء اللّٰہ الُحسنی" میں "القوی" کے ذیل میں لکھا ہے:

"لاَ حَوۡلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا باللّٰہ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡم کی شرح میں ہے کہ نیکی کرنے کی طاقت اور بدی سے بچنے کی مسعود رضی اللہ عنہ کی فرمود ہے۔"[۴۰]

قاضی صاحب کی اس کتاب کی تحقیق وتخریج کافریضہ محمد سرور عاصم نے ادا کیا ہے۔ اس کتاب میں حوالہ جات کا خاص اہتمام دکھائی دیتا ہے۔ تاہم مذکورہ عربی عبارت کا حوالہ درج نہیں کیا گیا۔ یہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں اور ابنِ ماجہ نے کتاب الدعا، میں درج کیے ہیں، حدیث کا نمبر ۳۸۷۸ ہے۔ مذکورہ حدیث شریف کے الفاظ قائم چاند پوری نے اپنی ایک رباعی کا حصہ بنائے ہیں:

شیطان نہ تھا شیخ کی خو سے آگاہ
آیا وہ دغا دینے انہوں کو ناگاہ

بالعکس انہیں دیکھ یہ کہتا بھاگا
لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ باللّٰہ[۴۱]

تخریج اور اس کے طریقِ کار کے حوالے سے یہ چند مثالیں درج کی گئی ہیں ورنہ یہ میدان بہت وسیع ہے اور اس کے انداز وطریق بھی مختلف النوع ہیں۔عربی اور اسلامیات کے شعبوں میں تخریج پر زیادہ کام ہوا ہے۔۔۔[۴۲] اُردو میں تنقیدِ متن کے جتنے معیاری کام ہوئے ہیں ان میں اس کے کامیاب نمونے ملتے ہیں تاہم اس عمل کے مزید ضابطے اور نمونے متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔کلاسیکی شعروادب کو کھنگال کر نئے خزانے دریافت کیے جاسکتے ہیں یاد رہے کہ معاصر ادب بھی اہلِ علم کو دعوت دے رہا ہے۔تخریج کے ذریعے صاحبِ متن کے استفادات و اقتباسات کی حقیقت تک رسائی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔مکمل استفادہ کی تکمیل سے قاری کوسہولت میسر آتی ہے۔ اورتخریج کی مستحسن روایت کو مزید استحکام ملتا ہے۔تخریج ایک ذمہ دارانہ اورسنجیدہ کام ہے۔اس سے متن میں موجودبعض اغلاط وتسامحات کا بھی علم ہوتا ہے۔تلبیسِ شخصی، غلط انتساب والحاق ۔۔۔ ایسے امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے۔حق بحق داررسید کے مقولہ کی پاس داری کا فریضہ انجام دیا جاسکتا ہے۔تخریج کے عمل سے گزارے گئے متون کا ازسرِنو جائزہ لینا بھی لازم ہے۔اس لیے کہ یہ تحقیق ہی ہمیں سکھاتی ہے کہ کوئی کام کتنا ہی عمدہ طریقے سے کیوں انجام نہ دیا گیا ہو،حرفِ آخرنہیں ہوتا، اس میں حک و اصلاح کی ضرورت رہتی ہے۔ پانی کہیں مستقل ٹھہرا رہے تو جوہڑ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جس سے سڑانداور بدبو پیدا ہوتی ہے، اگر تالاب کی طرح تازہ بہ تازہ پانی کی آمد اور نکاسی جاری رہے تو خوشگوار احساسات جنم لیتے ہیں۔ زبان و بیاں اورفن پاروں پر ہونے والی نئی تنقید وتحقیق یا پہلے سے ہو چکی تنقیدوتحقیق کو باندازِدگر دیکھنے سےتعمیروترقی کی نئی منزلوں تک رسائی کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔کارِتخریج کی اساس اور اس کے مقاصد یہیں ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نجم الغنی،مولوی، بحرالفصاحت، جلد دوم، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۹ء،ص ۱۲۲۶

۲۔ اُردولغت تاریخی اصول پر، جلدپنجم، کراچی: اُردو ڈکشنری بورڈ، ۱۹۸۳ء، ص ۳۸

۳۔ نیرؔ،نورالحسن، مولوی، نوراللغات، جلد دوم، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۹۴۶

۴۔ عاشق حسین، لیفٹیننٹ کرنل، قرآنی اُردو اشتقاقی انسائیکلوپیڈیا، منڈی بہاء الدین: ڈسٹرکٹ جناح پبلک کالج، ۲۰۰۸ء، ص ۱۱۳۔۱۱۲

۵۔ نذیر احمد، پروفیسر، تصحیح وتحقیق متن، کراچی: ادارہ یادگارِغالب، ۲۰۰۰ء، ص ۷۶۔۷۴

۶۔ ایضاً، ص ۷۶۔۷۴

۷۔ ایضاً

۸۔ حاتم، ظہورالدین، شیخ، دیوان زادہ، لاہور: لاہور، مکتبہ خیابانِ ادب، ۱۹۷۵ء، ص ۹۷

۹۔ قرآنِ مجید، سورۃ الزمر، آیت نمبر ۵۳

''اس آیت کے شانِ نزول یہ بیان کی گئی ہے کہ مشرکین میں سے چند آدمی سیّد عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ کا دین تو بے شک حق اور سچا ہے، لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں، بہت سی مصیبتوں میں مبتلا رہے ہیں، کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔'' (مولانا نعیم الدین مرادآبادی، ص ۸۳۵)

۱۰۔ احمد رضا خاں، مولانا، مترجم، قرآنِ مجید، کنزالایمان، لاہور: ص ۸۳۵

۱۱۔ محمد اقبال، علامہ، بانگِ درا، ص ۲۸۹

۱۲۔ قرآنِ مجید، سورۃ یونس، آیت نمبر ۵۱

۱۳۔ احمد رضا خاں، مولانا، مترجم، قرآن مجید، ص ۳۸۵

''دنیا کی طرف تلافیٔ اعمال و تدارکِ احوال کے لیے، یعنی اس لیے کہ اُن کا واپس آنا ناممکن ہے، مفسرین نے اس کے یہ معنی بھی بیان کیے ہیں کہ جس بستی والوں کو ہم نے ہلاک کیا، اُن کا شرک وکفر سے واپس آنا محال ہے یہ معنی اس تقدیر پر ہیں جب کہ لاکو زائد قرار دے (دیا؟) جائے اور اگر لا زائد نہ ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ دارآخرت میں ان کا حیات کی طرف نہ لوٹنا ناممکن ہے۔ اس میں مفکرین بعث کا ابطال ہے اور اوپر جو کُلٌّ اِلَیْنَا رَجِعُوْنَ اور فَلاَ کُفْرانَ لِسَعْیِهٖ فرمایا گیا، اس کی تائید ہے۔ ''تفسیر وکبیر وغیرہ'' (مولانا نعیم مرادآبادی، ص ۵۹۳)

۱۴۔ قرآن مجید، سورۃ الانبیا، آیت نمبر ۹۶

۱۵۔ احمد رضاخاں، مولانا، مترجم: قرآن مجید، ص ۵۹۳

۱۶۔ ظفر علی خاں، مولانا، چمنستان

۱۷۔ قرآنِ مجید، سورہ النجم، آیت نمبر ۸

۱۸۔ احمد رضا خاں، مترجم: قرآن مجید، ص ۹۴۶

فَتَدَلّٰی کی تفسیر میں علامہ محمد نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں کہ اس میں بھی چند قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج ووصول مراد ہے اور اُتر آنے سے نزول ورجوع، تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے، پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے، دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت رب العزت اپنے لطف ورحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی، تیسرا قول یہ ہے کہ سیدِ عالم ﷺ نے مقرب درگاہِ ربوبیت ہو کر سجدۂ اطاعت ادا کیا (روح البیان) بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا، جبار رب العزت، الخ ''خازن'' (مولانا نعیم الدین مرادآبادی، ص ۹۴۸۔۹۴۷)

۱۹۔ ظفر علی خاں، چمنستان

۲۰۔ قرآنِ مجید، سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۹۲

۲۱۔ احمد رضا خاں، مولانا، مترجم: قرآنِ مجید، ص ۱۱۱

۲۲۔ ''ملفوظاتِ رومی'' ۱۹۵۶ء میں ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔ میرے پیشِ نظر اس کا تیسرا ایڈیشن (۱۹۷۹ء) ہے۔

۲۳۔ قرآنِ مجید، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳۰

۲۴۔ احمد رضا خاں، مولانا، مترجم، قرآنِ مجید، ص ۶۔۵

۲۵۔ قرآنِ مجید، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳۰

۲۶۔ احمد رضا خاں، مولانا، مترجم: قرآنِ مجید، ص ۲۴

۲۷۔ غالبؔ، مرزا، دیوانِ غالبؔ، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۸۹ء، ص ۲۷۵

۲۸۔ قرآنِ مجید، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۰۱

۲۹۔ احمد رضا خاں، مولانا، مترجم: قرآنِ مجید، ص ۲۶

۳۰۔ اس کتاب ''محمد یوسف گورایہ'' نے ترتیب دیا، اور دارالکتاب، لاہور کے زیرِ اہتمام شائع کی گئی، سال اشاعت درج نہیں ہے۔

۳۱۔ قرآنِ مجید، سورۃ المؤمنون، آیت نمبر ۲۔۱

۳۲۔ احمد رضا خاں، مولانا، مترجم: قرآنِ مجید

۳۳۔ رجب علی بیگ سرور، فسانۂ عجائب، مرتب: رشید حسن خاں، لاہور: مشتاق بک کارنر، ۲۰۱۲ء، ص ۳۴

۳۴۔ قرآن مجید، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۸۹

۳۵۔ قرآنِ مجید، سورۃ مریم، آیت نمبر ۲۵

۳۶۔ ریاض مجید، اللّٰھم بارک علی محمد، فیصل آباد: نعت اکادمی، ۲۰۰۵ء، ص ۴۲

۳۷۔ قرآنِ مجید، سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۲

''مذکورہ آیت سے ماقبل و مابعد آیات بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں:

''یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوااللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ''

(اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔)

'' اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ''

(بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہﷺ کے پاس وہ ہیں، جن کے دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے؟ اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔)

۳۸۔ کاظم، شیخ کاظم علی، بحوالہ: خوش معرکہ زیبا، تذکرہ نگار: سعادت خاں ناصر، مرتب: مشفق خواجہ، لاہور: مجلسِ ترقیٔ ادب، ۱۹۷۰ء، ص ۵۵۳

۳۹۔ حفیظ تائب، کلیاتِ حفیظ تائب، لاہور: القمر انٹر پرائزز، بار دوم، ت،ن، ص ۲۷۱

ان اشعار میں مذکورہ عربی عبارت حدیثِ پاک سے لیے گئے ہیں۔ یہ حدیث ابنِ ماجہ، محمد بن یزید، داراحیاء الکتب العربیہ باب اجتناب البدع، میں درج ہے، حدیث کا نمبر ۴۵ ہے۔

۴۰۔ محمد سلیمان سلمان منصور پوری، قاضی، معارف الاسمیٰ شرح اسماء اللہ و الحسنیٰ، تحقیق وتخریج: محمد سرور عاصم، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۰۴ء، ص ۱۴۸

۴۱۔ قائم چاند پوری، کلیاتِ قائم، جلد دوم، مرتب: ڈاکٹر اقتدا حسن، لاہور: مجلسِ ترقیٔ ادب، ۱۹۶۵ء، ص ۱۷

۴۲۔ ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق اپنی کتاب ''رہبرِ تخریجِ حدیث'' میں ڈاکٹر محمود طحان کے حوالے سے تخریجِ حدیث کے درج ذیل مدارج بیان کیے ہیں:

۱۔ صحابی کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۲۔ طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۳۔ کسی خاص (کم مستعمل) کلمہ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۴۔ مفہوم حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

۵۔ سند اور متن کی کیفیات میں سے بعض کیفیت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ (اصول التخرج و دراستہ الاسانید، ص ۳۵)

ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق کی کتاب ''رہبرِ تخریجِ حدیث'' مکتبہ قاسم العلوم، لاہور کے زیرِ اہتمام ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوئی۔